

وَيَسِّرْ لِّلصَّابِرِينَ اِذَا اَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا اِنَّ اللّٰهَ وَاٰلِهٖ رَاجِعُونَ

اور خوشخبری سنان صبر کرنے والوں کو کہ جب اُن پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال میں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا (ہے)۔ (کنز الایمان)



کتاب شیعہ سے رُوحہ ماتم کی نعت

شیخ التفسیر والحدیث، مفتی اعظم پاکستان

حضرت خواجہ بیر مفتی محمد اشرف قادری محدث نیک آبادی

پیشکش بزم قادریہ اشرفیہ "الجامعة الاشرفیة" گجرات

www.qadriaashrafi.com

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْقَاہِرِیْنَ عَلٰی عَدُوِّہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ
وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ یُعَارِضُوْنَ مُعَاوِدِہٖ۔
قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَلَا تَقُولُوْا لِمَنْ یُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ
اَحْیَاءٌ وَلٰکِنْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

اسلام کا پھلنا پھولنا یہود و نصاریٰ کو روزِ اول سے ہی نہیں بھایا اسی لیے انھوں نے
اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے روزِ اول سے ہی مکر و فریب اور سازشوں کے جال بچھانے
شروع کر دیئے، فتنہ خوارج اور فتنہ رافضیت اسی مکر و فریب کی یادگار ہیں۔ ایک طرف حضور ﷺ
کے زمانہ مبارک میں ہی رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی اور اُس کا ٹولہ دن رات اسلام کے خلاف
سازشوں میں مشغول تھا، حضور ﷺ کے وصال کے بعد سبائی فرقے نے جنم لے لیا جس کا بانی
عبد اللہ بن سباء تھا۔ عبد اللہ بن سباء ایک یہودی تھا جس نے بظاہر تو اسلام قبول کر لیا تھا لیکن
در پردہ یہ بھی اسلام کے خلاف یہودی کی ایک سازش تھی۔ اس شخص نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اہل
بیت کی محبت کو ڈھونگ رچایا اور صحابہ کرام علیہم السلام کی خدمات کو مشکوک بنانے کیلئے مختلف
اعتراضات شروع کر دیئے۔ انہی اعتراضات میں سے بارِ غُذک کا معاملہ، حضرت علیؑ کی تحریم اللہ تعالیٰ
وَجْہُہُ الْعَرَبِہِہ کو خلیفہ اول بلا فصل قرار دینا، قرآن کو محرف قرار دینا اور اسی طرح کے دیگر اعتراضات
سے صحابہ کرام علیہم السلام کی شخصیات کو متنازعہ بنا دیا اور اس طرح وہ ایک جماعت کو اپنا ہمنوا
بنانے میں کامیاب ہو گیا یہی فرقہ روافض کہلایا۔ اس فرقے کے بارے میں حضور ﷺ نے اپنی
اُمت کو خیردار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قال علی بن ابی طالب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یَظْہَرُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ یَّسْمُوْنَ الرَّافِضَیۃَ یُرْفُضُوْنَ الْاِسْلَامَ۔

المستند ۳۵۹/۳ رقم ۲۵۸۶ دار المأمون للتراث دمشق وطبرانی فی المعجم الکبیر ۱۲/۲۲۲ رقم ۱۲۹۹۴ مکتبۃ الزہراء الموصل۔ وعسقلانی فی المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ ۱۲/۵۳۱ باب: الرفض، رقم ۲۹۹۵ دار العاصمة السعودیۃ

حضرت علیؑ رحمۃ اللہ تعالیٰ و جہۃ النور نے کہا حضور ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے ایک قوم ہوگی جس کا نام رافضہ ہوگا وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے۔

امام ابو یعلیٰ، امام طبرانی اور امام ابن حجر عسقلانی نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے:

و یلفظونہ قاتلوہم فإنہم مشرکون۔

ہندوستان میں روافض مغلیہ دربار میں اس وقت داخل ہوئے جب جہانگیر نے ایک شیعہ عورت نور جہاں سے شادی کر لی جو مشہور شیعہ مجتہد نور اللہ شومتری کی شاگرد تھی۔ یہ وہی نور اللہ شومتری ہے جس نے جہانگیر کے سامنے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کی، جہانگیر نے فوراً تلوار نکالی اور نور اللہ شومتری کو جہنم رسید کر دیا۔ نور جہاں یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی، اس نے جہانگیر سے کہا جان من! یہ تم نے کیا کر دیا؟ جواب میں جہانگیر نے کہا: جان من! جان دیدہ ایمان نہ دیدہ۔ یعنی جان من! میں نے تمہیں جان دی ہے اپنا ایمان نہیں دیا۔

نور جہاں کے رفض کے اثرات خاندان مغلیہ پر ہوئے یہی وجہ ہے کہ اورنگزیب کا بیٹا محمد شاہ شیعہ تھا۔ اورنگزیب کی وفات کے بعد جب محمد شاہ تخت نشین ہوا تو اس نے بادشاہی مسجد کا خطیب شیعہ مقرر کر دیا لیکن جوں ہی وہ شیعہ خطبہ پڑھنے کے لیے بادشاہی مسجد کے دروازے سے داخل ہوا، ایک شخص جو تلوار لے کر کھڑا تھا اس نے ایک ہی وار سے اس کا سر تن سے جدا کر دیا اس طرح محمد شاہ نے مجبوراً بغاوت کے ڈر سے بادشاہی مسجد کا خطیب سنی مقرر کر دیا۔

حضرت امام ربانی مجدد الواب ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتب و بات اور دیگر تصانیف

میں روافض کا شدید رد فرمایا۔ آپ کے بعد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحفہ اثنا عشریہ لکھ کر رافضیت کی دجھیاں بکھیر دیں۔ جب تحفہ اثنا عشریہ چھپ گئی تو ایران سے ایک شیعہ مجتہد کتابیں لیے ہوئے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مناظرہ کرنے کے لیے ہندوستان آیا۔ خانقاہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے قیام کے لیے مناسب انتظام کیا۔ امام فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اس وقت باہ سال کے تھے شیعہ مجتہد کی کیفیت معلوم کرنے کی غرض سے اس کی قیام گاہ پہنچے۔ شیعہ مجتہد نے پوچھا: ”میاں صاحبزادے کیا پڑھتے ہو؟“ آپ نے جواب دیا:

”شرح اشارات، شفاء اور افق المؤمن وغیرہ دیکھتا ہوں۔“

یہ سن کر مجتہد حیران رہ گیا اور افق المؤمن کی ایک عبارت کا مطلب پوچھ بیٹھا۔ آپ نے ایسی مدلل تقریر فرمائی اور صاحب افق المؤمن پر متعدد اعتراضات کیے تو شیعہ مجتہد ہکا بکارہ گیا اور جب اس نے اعتراضات کے جواب دینے کی کوشش کی تو علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے آڑے ہاتھوں لیا جس پر شیعہ مجتہد کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ جب آپ نے دیکھ لیا کہ اب شیعہ مجتہد کا سارا غرور خاک میں مل گیا ہے تو اپنے ہی وار دیکھے ہوئے اعتراضات کے ایسے انداز میں جوابات دیئے کہ مجتہد اور اس کے ہمراہی انگشت بد بدیاں رہ گئے۔ آخر میں آپ یہ کہہ کر رخصت ہوئے کہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز کا ادنیٰ شاگرد اور کشف بردار ہوں۔ شیعہ مجتہد نے جب محسوس کر لیا کہ جب اس خانقاہ کے ایک بچے علم و فضل کا یہ حال ہے تو خود شیخ کے علم و فضل کا کیا حال ہوگا۔ تو رات ہی کتابیں سمیٹیں اور ایران روانہ ہو گیا۔ جب حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت علامہ فضل حق کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ نے حضرت علامہ کو پیار سے ڈانٹا اور فرمایا:

”مہمانوں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا جاتا وہ ہم سے گفتگو کرنے آئے تھے ہم خود ان سے بحث لیتے۔“

چودھویں صدی ہجری میں امام اہل سنت مفتی شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رافضیوں کے رد میں مستقل تصانیف فرما کر اس فتنے کا ناطقہ بند کر دیا۔

حضور ﷺ کے فرمان کے موافق روافض نے اسلام کو چھوڑ دیا اور صحابہ کرام علیہم السلام پر تبرک کرنا اور نماز جیسی عظیم عبادت کو چھوڑ کر ماتم و سیدہ کو بی کاسلسلہ شروع کر دیا۔ حالانکہ شیعہ جن کا ماتم کرتے ہیں اگر ان کی عصر کی نماز قضاء ہو جائے تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں اور حضور ﷺ کی انگلی سے اشارہ کرتے ہیں تو سورج واپس لوٹ آتا ہے اور دوبارہ جب غروب ہوتا ہے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ و بیاتہ عنہ عصر کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ شیعہ مجتہد شیخ صدوق نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے:

”اسماء بنت عمیس سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ سورہ تھے اور آپ کا سر مبارک حضرت علی کی آغوش میں تھا کہ عصر کا وقت ختم ہو گیا اور آفتاب غروب ہو گیا تو آنحضرت ﷺ نے دعا کی پروردگار یہ علی تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے تو ان کے لیے آفتاب کو پلٹا دے۔ اسماء کا بیان ہے کہ پس خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ آفتاب غروب ہونے کے بعد طلوع ہو گیا اور ایسا کہ کوئی زمین اور کوئی پہاڑ ایسا نہ باقی رہا کہ شعاعیں ان پر نہ پڑ رہی ہوں۔ یہاں تک کہ علی علیہ السلام اٹھے وضو کیا اور نماز پڑھی اس کے بعد آفتاب غروب ہو گیا۔“

(الخرجه الصدوق فی من لایحضرہ الفقیہ (مترجم) ۱/۱۱۲ الکساء پبلشرز کراچی ترجمہ: حسن امداد) یہ واقعہ حضور ﷺ کی حیات ظاہری کا ہے، شیخ صدوق نے آپ ﷺ کے وصال کے بعد کا اسی سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ من لایحضرہ الفقیہ ۱/۱۱۲ پر نقل کیا ہے، اس واقعہ سے

جو نماز قضا ہوئی وہ بھی عصر ہی کی نماز تھی۔ ۶

ان ”مجان علی“ سے پوچھا جائے کہ کیا تم نے بھی اپنی زندگی میں کبھی عصر کی نماز پڑھی ہے؟

اب آئیے ذرا قرآن اور خود شیعہ کتب کی روشنی میں مروجہ ماتم کا مختصر جائزہ لیتے ہیں۔ آیت جو شروع میں پیش کی گئی اس کا ترجمہ یوں ہے:

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔ (کنز الایمان)

اس آیت کے تحت تفسیر نمونہ میں لکھا ہے:

”راہ خدا اور طریق حق وعدالت میں شہادت کا معنی فنا، نابودی اور مرنا نہیں بلکہ اس کا مطلب ہمیشہ کی زندگی اور ابدی افتخار و اعزاز ہے۔“

(تفسیر نمونہ ۳۷۵/۱ مصباح القرآن فرسٹ لاہور ترجمہ: صفدر حسین نجفی)

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے شہداء کو مردہ تصور کرنے کی بھی ممانعت فرمادی ہے اور فرمایا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ۔

(آل عمران: ۱۶۹ پارہ ۲)

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انھیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

(کنز الایمان)

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا قَدْ ذَكَرَ أَزِيدُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّاهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً۔

(النحل: ۹۷ پارہ ۱۳)

ترجمہ: جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے۔

(کنز الایمان)

ان آیات سے ثابت ہوا کہ شہداء زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں رزق پاتے ہیں اور زندہ جاوید کا ماتم نہیں کیا جاتا۔

حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جزع کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا:

أَشَدُّ الْجَزَعِ الصَّرَاحُ بِالْوَيْلِ وَالْعَوِيلِ وَلَطْمِ الْوُجْهِ وَجَزَّ الشَّعْرُ مِنَ النَّوَصِيِّ وَمَنْ أَقَامَ النَّوَاحَةَ فَقَدْ تَرَكَ الصَّبْرَ۔

(آخر جہ الکلینی فی الفروع من الکافی ۲۲۳/۳ کتاب: الجنائز، باب: الصبر والجزع والاسترجاع، دار الکتب الاسلامیہ، تہران)

یعنی شدید جزع یہ ہے کہ کوئی شخص زبان سے ویل عویل الفاظ چیخ کر نکالے اور اپنے چہرہ کو پیٹے اور پیشانی کے بال نوچے اور جس نے نوحہ قائم کیا پس اس نے صبر کو چھوڑا۔

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ الصَّبْرَ وَالْبَلَاءَ يَسْتَبْقَانِ إِلَى الْمُؤْمِنِينَ لِقَائِهِ الْبَلَاءَ وَهُوَ صَبُورٌ وَإِنَّ الْجَزَعَ وَالْبَلَاءَ يَسْتَبْقَانِ إِلَى الْكَافِرِ لِقَائِهِ الْبَلَاءَ وَهُوَ جَزُوعٌ۔

(آخر جہ الکلینی فی الفروع من الکافی ۲۲۳/۳ کتاب: الجنائز، باب: الصبر والجزع والاسترجاع، دار الکتب الاسلامیہ، تہران)

یعنی بیشک مصیبت اور صبر دونوں مومن کی طرف بڑھتے ہیں جب مصیبت آتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور جزع و فزع و بلائیں کافر کی طرف بڑھتے ہیں جب بلاء نازل ہوتی ہے تو وہ جزع و آہ و زاری شروع کر دیتا ہے۔

(من لایحضرہ الفقیہ ۱/۹۶ الکساء، پبلشرز کراچی، ترجمہ: حسن امداد)

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت سیدہ سکینہ کو شہادت سے کچھ

دیر پہلے یوں وصیت کی:

”میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں اس فرزند صغیر کے بارے میں اور بعد اس کے عیال و یتیموں اور ہمسائیوں کے باب میں کہ سب کے ساتھ سلوک کرنا اور جبکہ میں قتل ہو جاؤں تو تم اپنی چادر اور گریبان مت پھاڑنا اور نالہ و فریاد کر کے نہ رونے۔“

(نسخ عظیم، صفحہ ۲۸۸ جناب حسین کی تنہائی اور بیکنسی کے حالات کتب خانہ اثنا عشری لاہور)

شیخ الحدیث مفتی محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی اصل اللہ حسہ کی شخصیت اہل سنت کے علمی حلقوں میں تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ جامع الصفات انسان ہیں، آپ بیک وقت شیخ الحدیث بھی ہیں اور شیخ القرآن و التفسیر بھی، مفتی بھی ہیں اور محدث بھی، مقرر اور مصنف بھی ہیں اور کامیاب مناظر بھی ہیں۔ فضل حسین دیوبندی کے ساتھ دُعا بعد نماز جنازہ کے موضوع پر اور غیر مقلدین کے مایہ ناز مناظر بزم خولیش سلطان الناظرین عبدالقادر روپڑی کے ساتھ میلاد شریف کی شرعی حیثیت کے موضوع پر جہلم شہر میں ہونے والا مناظرہ آپ کے یادگار مناظروں میں سے ہیں جہاں آپ نے اپنے مد مقابل ملاؤں کو شکست فاش سے دوچار کر کے حق کا شمس فی نصف النہار واضح کر دیا۔ رو بد مذہبیاں پر آپ کو بد طوئی حاصل ہے۔ آپ کا فتویٰ ”کتب شیعہ سے مروجہ ماتم کی ممانعت“ بھی آپ کی جلالت علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے جس میں آپ نے شیعوں کی کتب سے ہی سیاہ لباس پہننے اور سیدہ کو بی کی ممانعت کا ثبوت پیش کر کے عوام اہل سنت کو بہترین علمی مواد فراہم کر دیا ہے۔ عوامی علمی حلقوں کی طرف سے کافی عرصہ سے اس فتویٰ کو کتاب کی شکل میں شائع کرنے کے بارے میں بے حد اصرار کیا جا رہا تھا اسی اصرار کے پیش نظر اب اس فتویٰ کو کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا

ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ قبلہ مفتی صاحب اطال اللہ حبہ کے علم و عمل اور عمر و صحت میں برکت عطا فرمائے تاکہ آپ اسی طرح دین کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔ اور اس فتویٰ کی اشاعت میں جن جن حضرات نے دامے، درے، قدمے یا نخنے تعاون کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

شہزاد احمد مجددی جہلمی

یکم ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سیاہ لباس:

شیعہ محدثین اور فقہاء و مجتہدین اس بات پر متفق ہیں کہ سیاہ لباس حرام و سخت ممنوع ہے۔
دلائل ملاحظہ ہوں:

۱: شیعوں کے رئیس المحدثین شیخ صدوق ابو جعفر محمد علی بن حسین بن بابویہ قمی بسند معتبر امیر المؤمنین علی المرتضیٰ عظمیٰ اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
”لَا تَلْبَسُوا لِبَاسَ اَعْدَائِنَا“ قَالَ مُصَنِّفُ هَذَا الْكِتَابِ: ”لِبَاسُ الْاَعْدَاءِ هُوَ السَّوَادُ۔“

”میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنو۔ مصنف یعنی شیخ صدوق شیعہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کا لباس سیاہ لباس ہے۔“
(”عیون اخبار الرضا“ ج: ۲، ص: ۲۲، سطر: ۱۶ و ۱۷ مطبوعہ ایران)

۲: شیعہ حضرات کے یہی شیخ صدوق رقمطراز ہیں کہ:
”قَالَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيمَا عَلَّمَ اصْحَابَهُ: لَا تَلْبَسُوا السَّوَادَ فَإِنَّهُ لِبَاسُ فِرْعَوْنَ۔“
”امیر المؤمنین علی عظمیٰ اللہ تعالیٰ وجہہ نے اپنے شاگردوں کو تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سیاہ لباس نہ پہنا کرو، کیونکہ سیاہ لباس فرعون کا لباس ہے۔“

(”من لا یحضرہ الفقیہ“ ج: ۱، ص: ۱۲، سطر: ۱، مطبوعہ ایران)

۳: مشہور شیعہ محدث علامہ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی اور شیخ صدوق بسند معتبر روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیاہ لباس کے بارے میں فرمایا کہ:
”اِنَّهُ لِبَاسُ اَهْلِ النَّارِ۔“
”بے شک وہ (سیاہ لباس) جہنمیوں کا لباس ہے۔“

”نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روز قیامت دوسرا جھنڈا میرے پاس (حوض کوثر پر) آئیگا جو پہلے جھنڈے سے زیادہ سیاہ اور بہت ہی کالا ہوگا۔ اسکے اٹھانے والے پہلوں کی طرح مجھے جواب دیں گے۔ پھر میں ان سے کہوں گا کہ میں نے تم میں دو بزرگ چیزیں (قرآن و عترت رسول) چھوڑی تھیں، تم نے ان سے کیا برتاؤ کیا تھا؟ وہ کہیں گے کہ کتاب خدا کی تو ہم نے مخالفت کی اور آپ کی عترت کی ہم نے مدد نہ کی، ہم نے ان کو قتل و برباد کیا اور پراگندہ کر دیا۔ میں ان سے کہوں گا مجھ سے دُور ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ تشنہ لب، رُوسیاہ حوض کوثر سے لوٹ

جائینگے۔“ (جلاء العیون ص: ۳۲۱ سطر: ۲۵ مطبوعہ ایران)

نتیجہ:

صاف ظاہر ہے کہ شیعہ مذہب کی مطابقت:

۱: عترت رسول (خصوصاً امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ) کے قاتل سیاہ جھنڈے والے ہیں۔

۲: قرآن مجید کی مخالفت کرنے والے بھی یہی لوگ ہیں۔

۳: قیامت کے روز یہ پیاسے اور ان کے چہرے سیاہ ہونگے۔

۴: سیاہ جھنڈے والوں کو حوض کوثر کا پانی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہوگی۔

أَرْجُو أَنَّمَا قَتَلْتُ حُسَيْنَ
شَفَاعَةً جَزِيَّتْ يَوْمَ الْحِسَابِ

قرآن حکیم اور کتاب شیعہ سے ماتم و نوحہ کی ممانعت:

مصیبت پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اپنی مصیبت یا مصائب اہل بیت کو یاد کر کے ماتم کرنا یعنی ہائے ہائے، واویلا کرنا، چہرے یا سینے پر طمانچے مارنا، چہرہ و بال نوچنا، کپڑے پھاڑنا، بدن کو زخمی کر لینا، نوحہ و جزع فزع کرنا وغیرہ یہ باتیں خلاف صبر اور ناجائز و حرام ہیں ہاں جب خود بخود دل پہ رقت طاری ہو کر آنکھوں سے آنسو بہہ لگیں اور گریہ آجائے تو یہ رونا نہ صرف جائز بلکہ موجب رحمت و ثواب ہوگا۔ لیجئے اب یہ مضمون دلائل کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیے۔

”وَاللَّهُ يَهْدِي السَّبِيلَ“

۸: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا“ (”القرآن“ ۲۰۰، ۳)

”اے ایمان والو! صبر کیا کرو۔“

۹: مشہور شیعہ مفسر علامہ علی بن ابراہیم قمی، ملا حسن فیض کاشانی اور مشہور شیعہ محدث اور شیعہ حضرات کے مفتی الاسلام علامہ محمد بن یعقوب گلپنای آئیہ مذکورہ کی تفسیر میں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

”اصْبِرُوا عَلَى الْمَصَائِبِ“

”مصیبتوں پر صبر کیا کرو۔“

(”تفسیر قمی“ ج: ۱، ص: ۱۲۹، مطبوعہ ایران و ”تفسیر صافی“ ص: ۱۱۰،

سطر ۱۵/۱۶ مطبوعہ ایران ۱۳۳۳ھ و ”کافی“ ج: ۲، ص: ۹۲، سطر: ۱۳ مطبوعہ ایران)

۱۰: شیعہ حضرات کے علامہ گلپنای ہی اپنی معتبر سند کیساتھ روایت کرتے ہیں:

”عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ الصَّبْرُ مِنَ الْإِيمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ فَإِذَا فَهَبَ الرَّأْسُ فَهَبَ الْجَسَدُ كَذَلِكَ إِذَا فَهَبَ الصَّبْرُ فَهَبَ الْإِيمَانُ“

”حضرت ائمہ حکیم بنت حارث بن عبدالمطلب نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) وہ معروف (نیکی) کیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کی نافرمانی نہ کرنے کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ (بوقت مصیبت) چہرے کو زخمی نہ کرو، نہ زخماں پہ مٹاؤ مارو، نہ بال نوچو، نہ گریبان چاک کرو، نہ سیاہ لباس پہنو، ہائے اور ہلاکت ہلاکت نہ پکارو اور نہ ہی (ماتم کرتے ہوئے) قبر کے پاس کھڑے ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان شرطوں پر انہیں بیعت کر لیا۔“

(تفسیر سقنی ج: ۲ ص: ۲۱۵ و تفسیر صافی ص: ۵۴۱ سطر نمبر: ۲۲ نو کافی ج: ۵ ص: ۵۲۴ سطر نمبر: ۱۵ و حیات القلوب ج: ۲ ص: ۲۱۰ سطر نمبر: ۱۲ مطبوعہ ایران)

۱۳: شیعہ حضرات کے علامہ کلینی نے آیہ مذکورہ کی تفسیر میں بالکل یہی مضمون امام جعفر صادق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نقل کیا ہے۔ (دیکھو کافی ج: ۵ ص: ۵۲۴ سطر نمبر: ۱۲ مطبوعہ ایران)

۱۵: مشہور شیعہ مصنف ملا محمد باقر بن محمد تقی مجلسی رقمطراز ہے کہ:

”حضرت رسول (نہی فرمود از گریہ بلند و نوحہ کردن در مصیبت“

”حضرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مصیبت میں بلند آواز سے رونے اور نوحہ کرنے سے منع فرمایا۔“

(حلیۃ المتقین ص: ۲۰۲ سطر نمبر: ۲۳ مطبوعہ ایران)

۱۶: یہی مجلسی صاحب لکھتے ہیں:

”و نہی فرمود از طہانچہ بر روزدن در وقت مصیبت۔“
”اور حضور علیہ السلام نے بوقت مصیبت چہرہ پیٹنے سے بھی منع فرمایا۔“

(کتاب مذکور ص: ۳۰۵ سطر نمبر: ۲۴)

۱۷: مشہور شیعہ محقق علامہ میثم بن علی بن میثم نجرانی نقل کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

”يُنْزَلُ الصَّبْرُ عَلَى قَدْرِ الْمُصِيبَةِ وَمَنْ ضَرَبَ يَدَهُ عَلَى فَخْذَيْهِ عِنْدَ مُصِيبَةٍ حَبَطَ أَجْرُهُ“ (وَفِي نُسْخَةٍ عَمَلُهُ۔
”صبر بقدر مصیبت نازل ہوتا ہے اور جس نے مصیبت کے وقت ہاتھ اپنے دوزانوں پر مارا تو اس کا ثواب اور اس کے عمل برباد ہو گئے۔“

(شرح نہج البلاغۃ لابن میثم ج: ۵ ص: ۵۸۸ سطر: ۱۹ مطبوعہ ایران ۱۴۲۰ھ)

۱۸: شیعوں کے مستند محدث علامہ کلینی راوی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

”وَاللَّهِ لَوْلَا أَن تَكُونُ سَمْنَةً لَّنَشَرْتُ شَعْرِي وَكَصَرَحْتُ لِي رَبِّي۔“
”خدا کی قسم!! اگر گناہ نہ ہوتا تو میں اپنے سر کے بال کھول کر زور زور سے چلا کر اپنے رب سے فریاد کرتی۔“

(کافی کتاب الروضہ ص: ۲۳۸ سطر نمبر: ۳ مطبوعہ ایران)

۱۹: شیعہ محقق علامہ علی اکبر غفاری تحریر کرتے ہیں:

”يُحَرِّمُ اللَّطْمُ وَالْخُدْشُ وَجَزَّ الشَّعْرُ أَجْمَاعًا۔“
”مصیبت کے وقت چہرہ یا سینہ پیٹنا، زخم لگانا اور بال کاٹنا تمام اُمت کے اتفاق سے حرام ہے۔“

(فروع کافی ج: ۳ ص: ۲۲۳ کا حاشیہ (۲) سطر نمبر: ۲ مطبوعہ ایران)

۲۰: شیعہ مذہب کی معتبر و مقبول عام کتاب ”تحفۃ العوام“ کا مصنف رقمطراز ہے کہ:
”صاحب مصیبت کیلئے اپنا منہ پیٹنا، طمانچہ لگانا، اپنے آپ کو زخمی کرنا اور بال نوچنا وغیرہ حرام ہے خواہ اعزہ کے مرنے میں یا غیروں کے۔“

(جدید تحفۃ العوام مصدقہ علماء شیعہ طبع پنجم جنوری ۱۹۶۹ء کتب

خانہ حسینیہ اندرون موجی دروازہ لاہور)

۲۱: نازش اہل تشیع ملا باقر مجلسی فتویٰ دیتے ہیں کہ:

”جائز نیست خراشیدن رو و کندن و بریدن مو و احوط آنست کہ طہانچہ بر رو و زانو و غیر آن نزنند۔ و واجب است کفارہ قسم بر زنی کہ موئے سر را بکند در مصیبت یا روئے خود را بخراشد کہ خون بر آید و بر مردیکہ در مرگ فرزند خود یا زن خود جامہ چاک کند۔“

”مصیبت کے وقت چہرہ زخمی کرنا اور بال نوچنا جائز نہیں، اور احتیاط یہی ہے کہ چہرے، گھٹنے اور بدن کے دیگر حصوں (مثلاً سینہ وغیرہ) پر طمانچہ نہ ماریں اور جو عورت مصیبت میں سر کے بال اکھاڑے یا اپنا چہرہ چھیلے کہ خون پھوٹ پڑے، نیز ایسا مرد جو اپنے فرزند یا بیوی کی موت پر کپڑے چاک کرے، اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے۔“ (مغلطہ)

(”زاد المعاد شیعہ“ ۳۹۵ و ۳۹۶، سطر نمبر ۸۵۱؛ و نمبر ۱۳۱، طبع قدیم ایران)

معلوم ہوا کہ:

شیعہ مذہب میں:

۱: ماتم (بالخصوص منہ و سینہ پیٹنا و نوچ کرنا) سخت گناہ و حرام ہے۔

۲: ماتم کرنی والا خدا اور رسول و ائمہ اہلبیت کا سخت نافرمان اور اجماع امت کا مخالف

ہے۔

۳: اس کا ثواب اور نیک اعمال سب برباد ہیں۔

۴: حلال سمجھ کر ماتم کرنی والا سخت بددین، بے عمل بلکہ بدعمل بھی ہے۔

۵: ماتمی افعال کے ارتکاب پر کفارہ دینا واجب اور آئندہ اس گناہ سے توبہ و پرہیز لازم ہے۔

ماتم پیغمبر، امام یا شہید کا بھی جائز نہیں:

۲۲: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت علی مرتضیٰ عظیم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کیا:

”لَوْلَا أَنَّكَ أَمَرْتَ بِالصَّبْرِ وَنَهَيْتَ عَنِ الْجَزَعِ لَأَنْفَذْنَا عَلَيْكَ مَاءَ الشُّنُونِ۔“

”اگر آپ نے ہمیں صبر کا حکم نہ دیا ہوتا اور ماتم کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آپ کا ماتم کر کے آنکھوں اور دماغ کا پانی خشک کر دیتے۔“

(”شرح نہج البلاغۃ لابن میثم الشیعہ، ج: ۴، ص: ۲۰۹، سطر نمبر: ۲۰۰، مطبوعہ

قدیم ایران ۱۳۶۱ھ)

۲۳: شیعہ محدث علامہ کلینی اور ابن بابویہ قیاسی معتبر امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کرتے ہیں کہ:

”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ قَالَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ إِذَا آتَمْتُ فَلَا تَخْمِشِي عَلَى وَجْهٍ وَلَا تَنْشُرِي عَلَى شَعْرًا وَلَا تَنَادِي بِالْوَيْلِ وَلَا تَقْبِصِي عَلَى ذَاخِرَةٍ۔“

”بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا کو وصیت فرمائی کہ جب میری وفات ہو جائے تو مجھ پر اپنا چہرہ نہ زخمی

کرنا، نہ مجھ پر بال کھولنا، نہ ہائے ہلاکت ہائے ہلاکت کہہ کر پکارنا اور نہ ہی

مجھ پر نوچ کرانا۔“

(”گاہی“ ج: ۵، صفحہ: ۵۲۴، سطر نمبر: ۱، مطبوعہ ایران، و” حیات القلوب“ ج:

۲، صفحہ: ۲۸۴، سطر نمبر: ۲۱، مطبوعہ ایران، و” جلاء العیون“ صفحہ:

۲۵، سطر نمبر: ۱۳، مطبوعہ ایران)

۲۳: شیعوں کے رئیس المحدثین شیخ صدوق رقمطراز ہیں:

”عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ أَوْصَى عِنْدَ مَا احْتَضَرَ فَقَالَ لَا يَلْطَنَنَّ أَحَدُكُمْ عَلَيَّ خُذَا وَلَا يَشُقَّنَّ عَلَيَّ“

”امام جعفر صادق رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنی وفات کے وقت یہ وصیت فرمائی کہ ہرگز تم میں سے کوئی شخص میرے ماتم میں رُخسار پر ٹھانچے نہ مارے، اور ہرگز مجھ پہ گریبان چاک نہ کرے۔“

(”دعائم الاسلام“ صفحہ: ۱۳۰، ابتدائی سطور نسخہ قلمی)

کر بلا میں امام حسین رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کی وصیت:

۲۵: مشہور شیعہ مصنف احمد بن علی ابن ابی طالب طبری اور طاباقر مجلسی وغیرہ امام حسین رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے شب عاشورہ میدان کر بلا میں اپنی ہمشیرہ زینب کو زوردار الفاظ میں وصیت فرمائی کہ:

”يَا أُخْتَاهُ إِنِّي أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا بَرِيَّ قَسَمِي لَا تَشُقِّي عَلَيَّ جَمًّا وَلَا تُغَيِّبِي عَلَيَّ وَجْهًا وَلَا تَدْعِي عَلَيَّ بِالْوَيْلِ وَالشُّوْرِ إِذَا آتَاكَ هَلَكْتُ“

”اے بہن! میں تجھے قسم دیتا ہوں، تو میری قسم پوری کرنا کہ جب میری وفات ہو جائے تو مجھ پہ گریبان چاک نہ کرنا، نہ مجھ پہ چہرہ نوچنا اور نہ مجھ پر واویلا اور ہائے ہلاکت ہائے ہلاکت کے الفاظ پکارنا۔“

(”اعلام الوری باعلام الہدی برہاش اخبار ماتم“ ص: ۲۳۵، سطر نمبر: ۲۶

و” اخبار ماتم“ ص: ۳۹۹، سطر نمبر: ۱۹، و” جلاء العیون“ ص: ۳۸۴، سطر نمبر: ۲۶)

اخبار ماتم کے شیعہ مترجم و شارح نے یہ وصیت بایں الفاظ نقل کی ہے کہ:

”اے بہن! تمہیں بھاری قسم دیتا ہوں جب میں دشتِ بلا میں شہادت پاؤں زہار (ہرگز) گریبانِ پیرا ہن چاک نہ کرنا، رُخساروں پر ٹھانچے نہ مارنا، منہ کو نہ نوچنا بال سر کے نہ کھولنا، نعرہ واویلا و نالہ جاہلانہ سے نہ چلانا۔“ (”اخبار ماتم مترجم“ ص: ۳۰۰، سطر نمبر: ۲)

ایک شبہ:

فرشتوں نے جناب ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو بیٹے کی بشارت دی تو:

”أَقْبَلْتَ أَمْرًا فِي صِرَاقٍ فَصَكْتُ وَجْهَهَا“

”آپ کی بیوی (سارہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا) چلانے لگیں، پس اپنا منہ پیٹ لیا۔“

(”القرآن“: ۲۹:۵۱)

معلوم ہوا کہ ماتم کرنا حضرت سارہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا کی سنت ہے۔

شبہ کا ازالہ:

کوئی شیعہ اس آیت سے حضرت سارہ کا ماتم کیلئے پینٹنا ہرگز ثابت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قدیم ترین شیعہ مفسر علامہ قمی کے مطابق یہاں ”صکت“ پینٹنے کے معنی میں نہیں ہے۔

۲۶: وہ لکھتے ہیں:

”وَأَقْبَلْتَ أَمْرًا فِي صِرَاقٍ فِي جَمَاعَةٍ (فَصَكْتُ وَجْهَهَا) أَيْ غَطَّيْتُ بِهَا بَشَرَهَا جَبْرَائِيلُ بِأَسْحَقَ“

”سارہ عورتوں کی جماعت میں آئیں اور حیا سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا کیونکہ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے انہیں اسحق عَلَیْہِ السَّلَام کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تھی۔“ (”تفسیر القمی“ ج: ۲، ص: ۳۳۰، مطبوعہ ایران)

اگر اب بھی تسلی نہ ہوئی تو شیعہ صاحبان کو چاہیے کہ ماتم شہداء کی بجائے بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری سن کر ماتم کرنے کا معمول بنالیں تاکہ اپنے خیال کے مطابق سنت سارہ پر عمل پیرا ہو سکیں۔

مہندی، پنچہ، گھوڑا و تعزیہ :

کہا جاتا ہے کہ کربلا میں قاسم (بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شادی ہوئی تو حضرت قاسم نے مہندی لگائی۔ مروجہ رسم مہندی نکالنے کی اسی کی نقل ہے۔ حالانکہ یہ حقیقت مخفی نہیں کہ کربلا کا معرکہ خونیں، شادی کا موقع ہرگز نہ ہو سکتا تھا۔ نیز مہندی پانی میں ملا کر لگائی جاتی ہے اور اہلیت کیلئے تو پانی بند تھا۔ یونہی پنچہ و گھوڑا نکالنا اور مروجہ تعزیہ بنانا یہ سب بدعات باطلہ اور انصاب میں داخل ہیں۔ ائمہ اہلیت سے ان چیزوں کی قطعاً کوئی سند نہیں ملتی۔ فی الحقیقت یزیدیوں نے تو صرف ایک دفعہ اہلیت پر مظالم ڈھا کر کوفہ و دمشق کے بازاروں میں گھمایا تھا لیکن یہ لوگ ہر سال یزیدیوں کے کرتوتوں کی نقل بنائے گلی کوچوں میں گھماتے پھرتے ہیں۔ پھر اس پر دعویٰ محبت بھی۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

کتاب شیعہ سے ماتم و نوحہ دیکھنے اور سننے کی ممانعت :

۲۷: شیعہ حضرات کے شیخ صدوق نقل کرتے ہیں:

”تَهْمَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ عَنِ الرَّثَةِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ وَتَهْمَى عَنِ التَّيَاحَةِ وَالْإِسْتِمَاعِ إِلَيْهَا۔“

”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بوقت مصیبت بلند آواز سے چلانے، نوحہ و ماتم کرنے اور سننے سے منع فرمایا۔“

(”من لا یحضرہ الفقیہ“ ج: ۲، ص: ۲، سطر نمبر: ۲، مطبوعہ ایران)

ماتم کی ابتداء :

سب سے پہلے ابلیس نے ماتم کیا تھا۔

۲۸: علامہ شفیق بن صالح الشیبی عالم لکھتے ہیں کہ:

”شیطان کو بہشت سے نکالا گیا تو اُس نے نوحہ (ماتم) کیا۔“

(”مجمع المعارف“ ص: ۱۴۲، سطر نمبر: ۱۴، مطبوعہ ایران)

۲۹: ”امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پہلا باقاعدہ ماتم کوفہ میں آپ کے قاتلوں نے کیا۔“

(”دیکھو جلاء العیون“ ص: ۲۲۳، سطر نمبر: ۱، ص: ۲۲۱، سطر نمبر: ۱)

(۱۹ تا ۲۱ مطبوعہ ایران)

۳۰: ”پھر دمشق میں یزید نے اپنے گھر کی عورتوں سے تین روز تک ماتم کرایا۔“

(”جلاء العیون“ ص: ۲۲۵، سطر نمبر: ۱۹ تا ۲۵، مطبوعہ ایران)

موجودہ طریق ماتم کا آغاز کب ہوا؟ اور کس نے کیا؟

بارہ اماموں کے عہد تک موجودہ طرز ماتم کا یہ انداز روئے زمین پر کہیں موجود نہ تھا۔ چوتھی صدی ہجری میں المصطفیٰ اللہ عباسی حکمران کے ایک مشہور امیر معز الدولہ (جو آل بویہ سے تھا) نے یہ طریق ماتم و بدعات عاشورہ ایجاد کیں۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”فِي سَنَةِ الثَّمَانِ وَخَمْسِينَ (وَقُلُوبًا) يَوْمَ عَاشُورَاءَ الزَّمَ مَعَزَ الدَّوْلَةِ النَّاسَ بِفُلُقِ الْأَسْوَاقِ وَمَنَعَ الطَّبَاخِينَ مِنَ الطَّبَخِ وَنَصَبُوا الْقُبَابَ فِي الْأَسْوَاقِ وَعَلَقُوا عَلَيْهَا الْمُسْوَى وَأَخْرَجُوا نِسَاءَ مَنَشُورَاتِ الشُّعُورِ يُلْطَمْنَ بِالشَّوَارِعِ وَيَقْمَنَ الْمَاتَمَ عَلَى الْحُسَيْنِ وَهَذَا أَوَّلُ يَوْمٍ نَهَى عَلَيْهِ بِغَدَاةٍ۔“

”۳۵ھ میں عاشوراء کے روز معز الدولہ نے بازار بند کرادیے، باورچیوں

کو کھانا پکانے سے منع کر دیا اور بازاروں میں کسہد ارکڑیاں نصب کرا کے اُن

پر ٹاٹ ڈلوادیے عورتوں کو اس طرح باہر نکلنے کا حکم دیا کہ بال کھولے ہوئے منہ

پر ٹھانچے مارتی ہوئیں سڑکوں پہ امام حسین کا ماتم کریں۔ بغداد میں یہ پہلا دن

تھا جس میں حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ماتم کیا گیا۔“

(”تاریخ الخلفاء“ ص: ۲۶۸، مطبوعہ مجتہانی دہلی)

مشہور مستشرق HITTی اس دور کے متعلق لکھتے ہیں:

Shia festivals were now established particularly the public morning on the anniversary of Al Hussain,s death (10th of Moharram) (ص: ۴۷، مطبوعہ لندن، ۱۹۵۳ء)

(History of the Arabs)

”شیعہ میلے پہلے اس دور میں قائم ہوئے خاص طور پر حضرت امام حسین کا پبلک مقامات پر ماتم جو دسویں محرم کو ہوتا ہے اسی دور کی ایجاد ہے۔“
جسٹس امیر علی بھی رقم طراز ہیں:

Muiz ud dawla although a pattern of arts and literature, was crud by nature. He was a shiah, and it was he who established the 10th day of the Moharam as a day morning in commemorationg of the massacre of Karbla. (ص: ۲۰۳، SHORT HISTORY)

”معز الدولہ اگرچہ علم و ادب کا مربی تھا مگر اسکی فطرت بہت ظالم تھی۔ وہ شیعہ تھا اور یہی وہ شخص ہے جس نے دسویں محرم کو شہادت کر بلا کی یاد میں ماتم کا یہ طریقہ قائم کیا۔“ (”عقبات“ ص: ۲۰۱)
ڈاکٹر براؤن نے ”تاریخ ادبیات ایران، ج: ۲، ص: ۵۱۰، ۵۱۰“ میں بھی یہی مضمون لکھا ہے۔



ہوالعلی القادر

عظیم دینی درس گاہ ”الجامعۃ الاشرفیۃ“ علی مسجد گجرات کے

داخلہ جاری ہے

تمام
شعبہ جات
میں

زیر اہتمام: حضور خواجہ پیر مفتی محمد اشرف قادری محدث نیک آبادی

سجادہ نشین مرکزی خانقاہ قادریہ، عالمیہ نیک آباد

Cell: 0321.6209101/0344.7745377/0300.6203388

خانقاہ قادریہ، عالمیہ

مرکزی الجامعۃ الاشرفیۃ
علی مسجد مرکزی گجرات میں

ماہانہ

ختم گیارہویں شریف

ہر چاند کی دوسری اتوار 10:30 تا 12:30 ہوگا۔